فَسْـَٔلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ

دار الافتاء جامعہ نعیمیہ

DARUL ULOOM JAMIA NAEEMIA

ڈراموں میں فرضی کرداروں کے درمیان نکاح وطلاق کا شرعی حکم

سوال: ٹی وی ڈراموں اور فلموں میں اکثر دیکھا گیا ہے: ''لڑکا اور لڑکی محفل میں موجود ہوتے ہیں، اُن کا نکاح دکھایا جاتا ہے، اس میں حقِ مہر کا ذکر ہوتا ہے اور مجلس میں باقاعدہ ایجاب وقبول ہوتا ہے''، کیا شریعت کی رُو سے یہ نکاح منعقد ہوجاتا ہے یا اسے محض ڈرامہ نگاری اور اداکاری پر محمول کرکے سب کو اس کی چھوٹ دے دی جائے، اس کے بارے میں اسلامی تعلیمات کیا ہیں۔ اسی طرح لڑکی، لڑکے کو ڈراموں میں میاں بیوی دکھایا جاتا ہے، جس میں وہ اسے طلاق بھی دیتا ہے، اس سب کی شرعی حیثیت کیا ہے، (مفتی محمد مدنی رضا)''، نیز ناروے اوسلو سے ممتاز خطیب علامہ طاہر عزیز باروی نے بھی ایسا ہی سوال بھیجا ہے:

''آج کل ایک مسئلہ میڈیا پر بہت شدّت سے زیرِ بحث ہے کہ کوئی مرد وعورت کسی ڈرامے میں زن وشوہر کے کردار کو ادا کرنے کے لیے نکاح کے ایجاب وقبول کرتے ہیں، کیا ایسا کرنے سے ان کا شرعاً نکاح منعقد ہوجائے گا، یہ کلمات ایجاب وقبول حکایۃً ہیں یا انشاءً، اسی طرح یہاں یورپ میں اسکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں میں مختلف مذاہب کے بارے میں معلومات طلبہ کو فراہم کرتے ہیں، جس میں نکاح کے بارے میں بھی معلومات ہوتی ہیں، اگر مسلمان لڑکا اور لڑکی اس کا عملی نمونہ پیش کرنے کے لیے ایجاب وقبول کرلیں اور ایک شخص نکاح خواں ہو، دو گواہ بھی ہوں، کیا یہ نکاح منعقد ہوجائے گا یا محض فرضی کردار کی صورت ہوگی؟۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْجَوَاب بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّاب

سب سے پہلے ہماری گزارش ہے: ٹی وی ڈراموں اور فلموں میں نکاح اور طلاق کے موضوع کو زیرِ بحث نہ لایا جائے، یہ سنجیدہ شرعی معاملات ہیں، نکاح سنّتِ رسول ہے، شریعت کا مطلوب ہے، ایک مُقدّس رشتہ ہے اور اس کے تعلق سے والدین اور اولاد کی طرح کئی اور رشتے قائم ہوتے ہیں، نسب کے صحیح ہونے کا ثبوت ہوتا ہے، ان رشتوں میں حقوق وفرائض کا ایک پورا نظام ہے، رشتۂ نکاح کی تقدیس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

'' اِذَا تَزَوَّجَ الْعَبْدُ فَقَدْ كَمُلَ نِصْفُ الدِّيْنِ، فَلْيَتَّقِ اللّٰهَ فِي النِّصْفِ الْبَاقِيْ ''۔

ترجمہ: ''جب بندہ نے نکاح کرلیا، تو آدھا دین مکمل ہوا، باقی آدھے کے بارے میں اللہ سے ڈرتا رہے، (شعب الایمان:5100)''۔

(جاری ہے۔۔۔۔)

DARUL ULOOM JAMIA NAEEMIA
Block-15, Federal, 'B' Area, Karachi-Pakistan.
Ph: 92-21-36314508
muftinaeemia@yahoo.com
دار العلوم جامعہ نعیمیہ
بلاک نمبر 15 فیڈرل 'بی' ایریا، کراچی

نوٹ: کسی بھی مسئلے کی تصدیق کے لیے اس نمبر پر رابطہ کیا جاسکتا ہے۔

آدھا دین مکمل ہونے سے مراد یہ ہے: اُن کی اولاد کونسب کی شرافت ملی، شریعت کے دائرے میں رہتے ہوئے زوجین ایک دوسرے کے حقوق کوادا کریں گے تو بیوی اور اولاد میں عفت، پاکدامنی اور حیاء کی صفات پیدا ہوں گی، خاندان کا ماحول اخلاقی پاکیزگی کا آئینہ دار ہوگا اور یہ تمام باتیں مقاصدِ شریعت میں سے ہیں، ایسے ہی کلماتِ مبارکہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دوسری حدیث میں ارشادفرمائے:''مَنْ يَضْمَنْ لِي مَا بَيْنَ لِحْيَيْهِ وَمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ أَضْمَنْ لَهُ الْجَنَّةَ ''۔

ترجمہ:''جو مجھے دو چیزوں کے بارے میں (شریعت کی پابندی کی) ضمانت دے: ایک وہ جو دو داڑھوں کے درمیان ہے (یعنی زبان) اور ایک وہ جو دوٹانگوں کے درمیان ہے (یعنی شرمگاہ)، تو میں اُسے جنت کی ضمانت دیتا ہوں، (صحیح البخاری:6474)''۔

پہلی ترجیح تو یہ ہونی چاہیے: نکاح اور طلاق کوڈراموں کا موضوع نہ بنایا جائے، جب سے یہ شعار پروان چڑھا ہے، طلاق کی شرح بہت زیادہ ہوگئی ہے، خاندانوں میں بگاڑ پیدا ہوا ہے اور اس سے کوئی خیر برآمد نہیں ہوئی، نیز رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''ثَلَاثٌ جِدُّهُنَّ جِدٌّ وَهَزْلُهُنَّ جِدٌّ: النِّكَاحُ وَالطَّلَاقُ وَالرَّجْعَةُ ''۔

ترجمہ:''تین کام ایسے ہیں، خواہ سنجیدگی سے کیے جائیں یا مذاق میں، منعقد ہوجاتے ہیں: نکاح، طلاق اور رجعت، (سُنن ترمذی: 1184)''، یعنی اُن پر شرعی احکام مرتب ہوتے ہیں، لہٰذا اس حدیثِ مبارک میں یہ واضح پیغام ہے کہ نکاح جیسے مُقدّس رشتے کو مذاق اور ڈرامہ نگاری کا موضوع نہ بنایا جائے۔ اِن ڈراموں میں اجنبی مردوزن کا شریعت کی حدود سے ماورا اختلاط ہوتا ہے، انھیں کسی بھی درجے میں شرعی جواز فراہم نہیں کیا جاسکتا، نوجوان نسل پر اس کے اثرات مثبت نہیں ہوتے، اس لیے ان کا نہ دیکھنا دیکھنے سے بدرجہا بہتر ہے، مگر آزادروی کے اس دور میں اکثریت کو ان سے روکنا اگر ناممکن نہیں تو مشکل ترین ضرور ہے۔

ہمیں لوگوں نے بتایا: بعض ڈراموں میں نکاح کا سکوتی منظر دکھایا جاتا ہے، اداکارہ اور اداکار سے باقاعدہ ایجاب وقبول کے کلمات نہیں کہلائے جاتے، یہ صورت سوال میں پیش کردہ صورت کے مقابلے میں زیادہ احتیاط پر مبنی ہے۔ بہرحال ان ڈراموں میں کیے جانے والے نکاح سے پہلے سے لکھے ہوئے ڈرامے کی تمثیل اور حکایت مقصود ہوتی ہے، اصل نکاح مقصود نہیں ہوتا، یہ اس صورت کے مماثل ہے کہ نکاح وطلاق کے مسائل پڑھاتے ہوئے مُعلّم یہ جملے بولتا ہے:''میں نے تجھ سے نکاح کیا'' یا ''میں نے تجھے طلاق دی'' یا ''میں نے اپنی بیوی فلانہ بنت فلاں کو طلاق دی'' وغیرہ۔ یہاں تعلیم وتعلّم مقصود ہوتا ہے، قصداً نکاح کرنا یا طلاق دینا مقصود نہیں ہوتا، اسے فقہی اصطلاح میں ''اِنشاء'' یعنی قصداً کوئی کام کرنے سے تعبیر کیا جاتا ہے، چنانچہ امام فریدالدین عالم بن علاء الانصاری لکھتے ہیں:

''وَفِي الذَّخِيرَةِ: قَالَ وَاحِدٌ مِّنْ أَهْلِ الْمَجْلِسِ لِلْمُطْرِبَةِ:''این بیت بگوکه من بتودادم که توجان منی''، فَقَالَتِ الْمُطْرِبَةِ: ذٰلِكَ، فَقَالَ الرَّجُلُ: مَنْ پَزِيْرَفْتَم، إِذَا قَالَتْ عَلٰى وَجهِ الْحِكَايَةِ فَقِيْلَ: لَايَنعَقِدُ النِّكَاحِ، لِاَنّهَا إِذَاقَالَت عَلٰى وَجْهِ الْحِكَايَةِ لَاتَكُوْنُ قَاصِدَةً لِّلْإِيْجَابِ''۔

ترجمہ:''اور''ذخیرہ'' میں ہے: مجلس میں کسی نے مزاح گوعورت سے کہا: یہ مصرعہ کہو:''میں نے خودکو تجھے دے دیا کہ تو میری جان ہے''، مزاح گو نے یہ کہہ دیا، اس شخص نے جواباً کہا:''میں نے قبول کیا''، اگر اس نے بطورِ حکایت کہا: تو ایک قول یہ ہے کہ نکاح منعقد نہیں ہوگا، کیونکہ حکایت کے طور پر کہنے والا ایجاب (Proposal) کا قصد کرنے والا نہیں ہوتا، (فتاویٰ تاتارخانیہ، جلد4، ص:7)''۔

(جاری ہے۔۔۔)

علامہ نظام الدین رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں:

''حَکٰی یَمِیْنَ رَجُلٍ فَلَمَّا بَلَغَ إِلٰی ذِکْرِ الطَّلَاقِ خَطَرَ بِبَالِهِ امْرَأَتُهٗ إِنْ نَوٰی عِنْدَ ذِکْرِ الطَّلَاقِ عَدَمَ الْحِکَایَةِ وَاسْتِئْنَافَ الطَّلَاقِ وَکَانَ مَوْصُوْلًا بِحَیْثُ یَصْلُحُ لِلْإِیْقَاعِ عَلٰی امْرَأَتِهٖ یَقَعُ لِاَنَّهٗ أَوْقَعَ وَإِنْ لَمْ یَنْوِ شَیْئًا لَا یَقَعُ، لِاَنَّهٗ مَحْمُوْلٌ عَلَی الْحِکَایَةِ، کَذَا فِی الْفَتَاوَی الْکُبْرٰی''۔

ترجمہ:''ایک شخص نے کسی دوسرے شخص کی قسم کا واقعہ بیان کیا، پس جب وہ طلاق کے ذکر پر پہنچا: تو اس کے دل میں اپنی بیوی کا خیال آیا، تو اگر طلاق کا ذکر کرتے وقت اُس نے حکایت مراد نہیں لی، بلکہ طلاق کا ارادہ کیا اور وہ اس کے کلام کے ساتھ اس طرح ملا ہوا تھا کہ یہ جملہ اُس کی بیوی پر طلاق واقع ہونے کی صلاحیت رکھتا تھا، تو طلاق واقع ہوجائے گی اور اگر اُس نے کسی چیز کی نیت نہیں کی، تو طلاق واقع نہیں ہوگی، کیونکہ پھر یہ حکایت پر محمول ہوگی''فتاویٰ کبریٰ''میں اسی طرح ہے، (فتاویٰ عالمگیری، ج:1،ص:353)''۔

علامہ ابن عابدین شامی لکھتے ہیں:

''کَتَبَ نَاقِلًا مِنْ کِتَابٍ اِمْرَأَتِیْ طَالِقٌ، مَعَ التَّلَفُّظِ أَوْ حَکٰی یَمِینَ غَیْرِهٖ فَإِنَّهٗ لَا یَقَعُ أَصْلًا مَا لَمْ یَقْصِدْ زَوْجَتَهٗ''۔

ترجمہ:''ایک شخص نے ایک کتاب کی عبارت نقل کرتے ہوئے لکھا: میری بیوی کو طلاق ہے، ساتھ ساتھ یہ الفاظ ادا بھی کیے یا کسی اور کی قسم کی حکایت بیان کی، تو اُس کی بیوی پر طلاق بالکل واقع نہیں ہوگی، جب تک کہ وہ اپنی بیوی کو طلاق دینے کا ارادہ نہ کرے، (رَدُّالْمُحْتَارِ عَلَی الدُّرِّالْمُخْتَار، ج:3،ص:250)''۔

لہٰذا جیسا کہ ہم نے گزشتہ سطور میں لکھا: نکاح کا سکوتی تصویری منظر نامہ دکھانے پر اکتفا کی جائے، ایجاب وقبول کے کلمات ادا کرنے سے گریز کیا جائے، تاہم اگر قصد نہیں ہے تو محض ڈرامے میں لکھے ہوئے ایجاب وقبول کے کلمات ادا کرنے سے شرعاً نکاح منعقد نہیں ہوگا۔ یہاں ضمناً یہ بتانا بھی ضروری ہے: بعض اوقات کسی کی منکوحہ کو اِغوا کر کے اُس کے ساتھ نکاح کرلیا جاتا ہے، عدالتوں کے باہر اس طرح کے نکاح خواں موجود ہوتے ہیں، شرعاً یہ فعل حرام ہے اور ایسی صورت میں نکاح منعقد نہیں ہوتا اور ازدواجی تعلق حرام ہوتا ہے۔

جب الیکٹرانک میڈیا نیا نیا آیا تو ٹی وی چینلوں پر مختلف ناموں سے مذہبی پروگرام شروع کیے گئے، ابتدا میں یہ تاثر پیدا ہوا کہ مذہب کے بارے میں آگہی پیدا کرنے کے لیے یہ سب کچھ ہورہا ہے، لیکن آگے چل کر پتا چلا کہ یہ صرف مارکیٹنگ ہے، خاص طور پر رمضان المبارک میں اشتہار کے حصول کا ذریعہ ہے، اس کے لیے مختلف مسالک کے علماء کو بٹھایا جاتا ہے اور پھر اختلافی سوالات کر کے عوام کی توجہ اُس پروگرام کی جانب مبذول کرائی جاتی ہے۔ کسی عالم دین کو ایسے مذہبی پروگرام کا میزبان بنانے کے بجائے کسی اداکار یا اداکارہ کو میزبان بنانے کا رواج چل پڑا۔ پھر یہ بھی ہوا: صاحبِ فتویٰ علماء کے بجائے اسکرین کے شوقین حضرات کو مفتی کے لبادے میں بٹھا دیا گیا، کہیں عامل لا کر بٹھا دیے گئے اور دین ومذہب جس سنجیدگی اور احترام کے ماحول کا تقاضا کرتا ہے، وہ نہ رہا۔ مذہبی خلافیات کو زیرِ بحث لایا گیا تاکہ جدید نسل کو یہ باور کرایا جائے کہ مذہب ملانے کے لیے نہیں باہم لڑانے کے لیے ہے۔ ایسے میں ہر عالم اپنے ساتھ اپنے عقیدت مندوں کو لا کر حاضرین میں بٹھانے لگے تاکہ تالیاں بجیں اور داد ملے، پھر آگے چل کر وہی میزبان اسلامی اسکالر کہلانے لگے اور تقدس باقی نہ رہا۔ ہم یہ دعویٰ نہیں

(جاری ہے۔۔۔)

کرتے کہ ہر مفتی یا عالم عقلِ کُل ہوتا ہے اور ہر سوال کا جواب اُسے از بر ہوتا ہے، لیکن دیانت کا تقاضا یہ ہے: کسی سوال کے جواب کی بابت اطمینان نہ ہو تو محض ظن وتخمین پر مبنی جواب نہ دیا جائے، بلکہ یہ کہا جائے: آئندہ پروگرام میں مطالعہ کر کے اس کا جواب دوں گا یا اگر جواب میں کوئی سہو یا غلطی ہوگئی ہو تو سنجیدگی کے ساتھ آئندہ پروگرام میں اس کی تصحیح کر لی جائے، ایسے ہی حالات کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے پیش گوئی فرمائی تھی:

''إِنَّ اللّٰهَ لَا يَقْبِضُ الْعِلْمَ انْتِزَاعًا يَنْتَزِعُهُ مِنَ الْعِبَادِ، وَلٰكِنْ يَقْبِضُ الْعِلْمَ بِقَبْضِ الْعُلَمَاءِ، حَتّٰى إِذَا لَمْ يُبْقِ عَالِمًا اتَّخَذَ النَّاسُ رُءُوسًا جُهَّالًا، فَسُئِلُوا فَأَفْتَوْا بِغَيْرِ عِلْمٍ، فَضَلُّوا وَأَضَلُّوا''۔

ترجمہ: ''بے شک اللہ تعالیٰ علم (دین) کو (اس طرح) نہیں اٹھائے گا کہ علم کو بندوں (کے سینوں) سے نکال لے، بلکہ علماءِ (حق) کے اٹھانے سے علم کو اٹھالے گا، حتیٰ کہ جب وہ کسی عالم کو باقی نہیں رکھے گا تو لوگ جاہلوں کو مذہبی پیشوا بنائیں گے، پھر اُن سے (مذہب سے متعلق) سوالات کیے جائیں گے تو وہ جہالت پر مبنی فتوے دیں گے (یعنی عُجبِ نفس کے سبب وہ اپنی لاعلمی کا اعتراف نہیں کریں گے)، پس خود بھی گمراہ ہوں گے اور لوگوں کو بھی گمراہ کریں گے، (صحیح البخاری:100)''۔

البتہ جو ثقہ مفتیانِ کرام ٹی وی چینلوں پر عوام کی دینی رہنمائی کرتے ہیں یا اپنے یوٹیوب چینل پر بیٹھ کر تبلیغ کرتے ہیں یا دینی مسائل کا جواب دیتے ہیں، ان کا وجود غنیمت ہے، علماء سے رہنمائی لے کر ایسے ذی علم مفتیانِ کرام کے پروگرام کو دیکھنا اور سننا چاہیے، کیونکہ ان کا مقصد اصلاح اور دینی رہنمائی ہوتا ہے، یہ دوسروں پر طنز کیے بغیر اپنا موقف مدلّل اور مثبت انداز میں بیان کرتے ہیں۔

مفتی منیب الرحمٰن

رئیس دارالافتاء دارالعلوم جامعہ نعیمیہ، کراچی
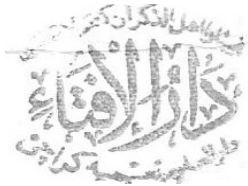
6 اپریل 2024ء

تائیدات وتصدیقات مفتیانِ کرام

(۱) شیخ الحدیث علامہ مفتی محمد اسماعیل ضیائی
(۲) علامہ مفتی محمد الیاس رضوی اشرفی
(۳) علامہ مفتی محمد اکمل مدنی
(۴) شیخ الحدیث علامہ مفتی احمد علی سعیدی
(۵) علامہ مفتی محمد اسماعیل حسین نورانی
(۶) علامہ مفتی ندیم اقبال سعیدی